وباؤں کی تاریخ،اسباب اور وباؤں کے دوران درپیش مسائل کا تحقیقی جائزہ

Research review of epidemic history, causes and problems during epidemics

Dr. Farzana Iqbal*
Aabroo Kulsoom**

Abstract
Trouble is the result of man's evil deeds. It is known from Qur'an and Sunnah that the troubles that befell human beings are man's own deeds When these negative effects exceed the limit, then the deadly effects begin to appear and there is no specific way to prevent them. These are the motives Due to which we are suffering from an epidemic like Corona virus. Islamic teachings contain guidance for every age and every issue because the guidance of Allah is sufficient for whole living world This guidance is obtained by each person according to divine mercy from his knowledge and observation. The solution to the problems encountered during this dangerous virus in modern times is also present in the Qur'an and Sunnah which guides us and in order to seek guidance in this regard, Muslims must seek the knowledge of scholars who know the Qur'an and Sunnah.

اللہ تعالی نے انسانوں کو اپنی عبادت اور کائنات کی تسخیر کے لئے عقل سلیم عطا فرمائی ہے۔اور انسان کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وإذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة"[1]

(اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔)

انسان کو جب نائب بنایا گیا تو اس پر کچھ ذمہ داریاں ڈالی گئی جس کا ذکر سورۃ الاحزاب میں کچھ اس طرح سے ہے:

إنا عرضنا الأمانة على السماوات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان[2]

(ہم نے زمین، آسمان اور پہاڑوں کو امانت دکھلائی لیکن کسی نے بول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے لیکن اس کو انسان نے اٹھالیا۔)

اسلام کی امانت وذمہ داری سے جب کبھی انسان کی توجہ ہٹی ہے۔اللہ تعالی نے مختلف تدبیروں سے انسان کی توجہ واپس مبذول کروائی ہے ۔ان تدبیروں میں مختلف چیزیں سرفہرست ہیں۔مثلازلزلے، سیلاب، طوفان، وبائیں وغیرہ۔

وباوؤں کے اسباب:

دنیا کے نظام میں فساد اور انسانوں کو پہنچنے والی مصیبتوں کا سبب انسان کے اپنے اعمال ہوتے ہیں جیسے ظاہری اسباب کے اثرات ہوتے ہیں جوا

* Assistant Proffessor, Department of Ilamic Studies, Government Sadiq College women University, Bahawalpur.
Email: farzana.iqbal@gscwu.edu.pk Orcid: 0000-0002-6958-6391
** Aabroo Kulsoom, student Islamic studies.
Email: abrookalsoom145@gmail.com Orcid.org/0000-0003-0678-6449

سے محسوس کئے جاتے ہیں۔اس طرح کائنات کی اصلاح و فساد کے کچھ باطنی و معنوی اسباب بھی ہیں جس طرح ظاہری اسباب کی وجہ سے بیماری ہوسکتی ہے مثلاً کوئی سخت سردی میں انتظام نہ کرے تو اسے سردی سے بخار ہوسکتا ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بھی منفی اثرات ہوتے ہیں جب یہ منفی اثرات حد سے بڑھ جاتے ہیں۔تو مہلک اثرات بھی ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور ان سے بچاؤ کی کوئی خاص صورت بھی متعین نہیں ہوتی ہے اور انہی اثرات کے اسباب انسان کے اپنے اعمال ہیں۔جن کو قرآن پاک اور احادیث مقدسہ میں مختلف انداز سے کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

قرآن میں فرمان الٰہی ہے:

وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو عن كثير[3]

(پس جو کوئی بھی تم کو مصیبت پہنچی تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کئے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں کہ:

"جس طرح جسمانی اذیتیں اور تکلیفیں گناہوں کے سبب آتی ہیں۔اس طرح باطنی امراض بھی گناہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔آدمی سے کوئی ایک گناہ سرزد ہوجائے تو وہ گناہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔"[4]

مزید اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے **ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس**[5] یعنی خشکی اور دریا میں یعنی سارے جہاں میں فساد پھیل گیا لوگوں کے بداعمال کی وجہ سے" کے تحت مولانا مفتی شفیع عثمانی علماء جمہور کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"جو انسان کوئی گناہ کرتا ہے۔وہ ساری دنیا کے انسانوں چوپاؤں اور چرندے وپرندے جانوروں پر ظلم کرتا ہے کیونکہ اس کے گناہوں کے وبال سے بارش کا قحط اور دوسرے مصائب دنیا میں آتے ہیں۔اس سے سب ہی جاندار متاثر ہوتے ہیں اس لئے قیامت کے روز یہ سب ہی گناہ گار انسان کے خلاف دعویٰ کریں گے۔"[6]

تفسیر روح المعانی میں لفظ "فساد" کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا رقم طراز ہیں:

"فساد سے مراد وبائی امراض اور آگ لگنے اور پانی ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم نقصان زیادہ ہو جانا وغیرہ آفات ہیں۔اس آیت کے مطابق ان دینوی آفات کا سبب انسانوں کے گناہ اور اعمال بد ہوتے ہیں۔"[7]

جیسے قرآن میں بہت سی قرآنی اعمالی سے واضح ہوا ہے کہ مصیبتیں شامت اعمال کا نتیجہ ہیں۔اس طرح احادیث مبارکہ میں بھی واضح ہے کہ انسان کے اعمال کی ہی وجہ سے اس پر مصائب آتے ہیں۔ذیل میں احادیث مبارکہ درج ہے۔

عن عبد الله بن عمر، قال: أقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: " يا معشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن، وأعوذ بالله أن تدركوهن: لم تظهر الفاحشة في قوم قط، حتى يعلنوا بها، إلا فشا فيهم الطاعون، والأوجاع التي لم تكن مضت في أسلافهم الذين مضوا، ولم ينقصوا المكيال والميزان، إلا أخذوا بالسنين، وشدة المئونة، وجور السلطان عليهم، ولم يمنعوا زكاة

أموالهم، إلا منعوا القطر من السماء، ولولا البهائم لم يمطروا، ولم ينقضوا عهد الله، وعهد رسوله، إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم، فأخذوا بعض ما في أيديهم، وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله، ويتخيروا مما أنزل الله، إلا جعل الله بأسهم بينهم[8]

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے مہاجرین جماعت پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو وہاں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں۔جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھی جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط و مصائب اور بادشاہوں کے ظلم و ستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش روک دی جاتی ہے۔اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں۔ پھر وہ ان کے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلمان حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے احکام) اختیار کر لیتے ہیں تو باہمی اختلافات میں اللہ تعالیٰ ان کو مبتلا کر دیتا ہے۔)

تاریخ گواہ ہے کہ یہ وہ محرکات واسباب ہیں جس کی بناء پر سابقہ اقوام عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہری اور امراض، وباؤں میں مبتلا ہوئی اور آج خود ان نافرمانیوں کی وجہ سے ہم کروناوائرس جیسی وباء میں مبتلا ہیں۔

وباوؤں کی تاریخ

وباوؤں کی تاریخ کا جائزہ لینے سے پہلے وباوؤں کی تعریف درج ذیل ہے:

تعریف:

ایسے امراض جو اخلاط اربعہ کے عدم اعتدال اور بگاڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ عموماً متاثر شخص تک محدود رہتے ہیں۔ مگر کچھ امراض ایسے بھی ہیں جن کا تعلق بیرونی محرکات ہوتے ہیں۔ مثلاً گندہ ماحول، غیر متوازن خوراک وغیرہ جو انسانی مزاج پر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو جراثیم پھیلاتے ہیں۔جو بیماریاں انہی جراثیم سے پھیلتی ہیں ان بیماریوں کو متعدی وباء یا بائی امراض کہا جاتا ہے۔

جس وقت انسان اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کرتا ہے اور اس کی یہ نافرمانی عروج پر پہنچتی ہے تو اس وقت ایسی وبائیں تقریباً آتی ہیں جو کہ بعض اوقات باعث رحمت اور بعض اوقات باعث زحمت ہوتی ہیں۔ مختصراً ان وباوؤں کا تاریخی جائزہ پیش ہے کہ ایسی کون سے وبائیں ہیں جن سے پوری دنیا متاثر ہوئی ہے۔

1. انتولین:

انتولین وبا جس کو مشہور عالم جالینوس نے خسرہ یا چیچک کی پیچیدہ شکل قرار دیا ہے یہ 165 تا 180 عیسوی تک پھوٹی۔ جس نے ایک کروڑ عوام کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ وباء اس وقت پھیلی جس وقت رومی فوج نے ایشائے کوچک میں بے گناہ لوگوں کو نیزوں اور تلواروں سے تہ تیغ کر

رکھا تھا اور ظلم اپنی انتہاء کو تھا۔

2. کالی موت:

کالی موت یا سیاہ موت جس کو انگریزی میں (Black Death) کا نام دیا گیا۔ 1347 تا 1351 تک پھیلی۔ جس وقت ایشائے کوچک میں تاج کے حصول کے لئے لڑائیاں ہو رہی تھیں اور بے گناہ لوگوں کا خون بہہ رہا تھا۔

جسٹینین طاعون:

یہ وباء 541 تا 542ء میں بازنطینی سلطنت میں پھیلی اس میں تقریبا ڈھائی کروڑ لوگ مارے گئے اس وباء نے اس قدر حکومت کو کمزور کر دیا کہ چند عشروں بعد عربوں نے بڑی آسانی سے ان کا تختہ الٹ دیا اور اپنے علاقے کو دوبارہ ان کی حکومت سے الگ کر لیا۔

ایرانی طاعون:

یہ وباء 1772ء میں ایران میں پھوٹی جس میں 20 لاکھ افراد مارے گئے۔

ہیضہ:

اس وباء نے 1890ء کے آخر میں یا انیسویں صدی کے آغاز میں اس وقت سر اٹھایا۔ جب دنیا جنگ عظیم کی تیاری میں مصروف تھی اور اتاترک مملکت میں بالکن وار عروج پر تھا۔

نیند کی وبا:

1915ء تا 1926ء تک یہ وباء پھیلی اس میں پندرہ لاکھ افراد کی تقریبا اموات ہوئیں اس وباء میں ایک جرثوم دماغ کے اندر جا کر حملہ کرتا تھا جس کی وجہ سے انسان ہل جل نہیں سکتا تھا اور بت کی مانند ہو جاتا تھا۔

ہسپانوی فلو:

یہ وباء 1918ء تا 1920 میں اس وقت پھیلی جب جنگ عظیم کی تباہی سے لوگ فارغ ہوئے تھے۔ اس میں بوڑھے اور بچے زیادہ متاثر ہوئے اس وباء سے فوت ہونے والوں کی تعداد دس کروڑ تک جا پہنچی۔

طاعون اور کوڑھ:

یہ دونوں امراض ایک ساتھ اس وقت پھیلی جب پہلی جنگ عظیم عروج پر تھی اس وباء میں بھی لاکھوں لوگ مارے گئے۔

بونس:

یہ اکیسویں صدی کی سب سے مہلک وبا ہے جو 2013ء تا 2016ء میں پھیلی اس میں 11300 افراد ہلاک ہوئے۔ یہ وباء مغربی افریقہ میں پھیلی۔

مذکورہ بالا وہ وبائیں ہیں جس سے مسلمان اور غیر مسلمان سب متاثر ہوئے لیکن ان وباؤں کے علاوہ اسلامی ممالک پر جو وباء سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی وہ طاعون کی وباء ہے۔ جو اسلامی تاریخ میں خطرناک حد تک پھیلی۔[9] یہاں تک کہ اس میں عظیم شخصیات نے بھی وفات پائی۔ چند طاعون کی وباؤں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

طاعون عمواس:

یہ وباء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 18 ہجری بمطابق 637ء میں پھیلی۔اس کو طاعون عمواس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمواس شہر سے پھوٹی تھی۔ جو بیت المقدس اور رملہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے یہ طاعون شام منتقل ہوا اور اس وقت مسلمان رومیوں کے خلاف سخت جنگیں لڑ رہے تھے۔اسی وباء میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، معاذ بن جبل یزید بن ابو سفیان، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور عینہ بن سہیل وغیرہ نے وفات پائی۔[10]

طاعون جارف:

69ھ میں یہ وباء بصرہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوئی۔اس کو جارف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کثرت سے اموات ہوئی تھیں۔ یہ وباء صرف تین دن کے لئے پھیلی اور پھر ختم ہو گئی۔

طاعون فتیات:

87 ہجری میں یہ وباء عراق اور ملک شام میں پھیلی اس وباء نے سب سے زیادہ لڑکیوں اور عورتوں کا شکار کیا اس لئے اس کو طاعون فتیات کا نام دیا جب کہ بعض مورخین اس کو "طاعون اشراف "کا نام دیتے ہیں کہ اس میں قوم کے اشراف واکابر بھی فوت ہوئے تھے۔

طاعون مسلم بن قتیبہ:

171ء ہجری میں یہ طاعون پھیلا اس طاعون میں سب سے پہلے وفات پانے والے شخص کا نام مسلم بن قتیبہ تھا اسی وجہ سے اس کو طاعون مسلم بن قتیبہ کہا گیا۔ یہ طاعون بصرہ میں تین مہینوں تک رہ یہاں تک کہ رمضان میں اس میں شدت پیدا ہوئی اور ایک دن میں ایک ہزار جنازے پڑھے گئے۔

طاعون عام:

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ طاعون 656ء یا 1258ء کو اس وقت پھیلا جب منگولوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی مہینوں مسجدیں ویران رہیں اور ہر جگہ لاشیں ہی لاشیں تھیں۔ یہ طاعون پھیلا ہی ان لاشوں کی وجہ سے تھا کہ اس وقت بارش ہوئی جس کی وجہ سے لاشیں گل سڑ گئیں اور ان کی بو مہک شام تک پھیل گئی اور اسی وجہ سے یہ طاعون کی مرض عام ہوئی اس لئے اس کو "طاعون عام "کا نام دیا گیا۔

طاعون اعظم:

عہد مملوکی میں 748ھ میں یہ وباملک شام میں پھیلی اس وباء میں تقریباشام کے تمام علاقے متاثر ہوئے۔اسی وجہ سے اس کو "طاعون اعظم" کہا گیا یہاں تک کہ اس طاعون نے حلب، دمشق، بیت المقدس اور اس کے ساحلی علاقوں کو فنا کر کے رکھ دیا۔

فنائے عظیم:

795ہجری میں یہ وباحلب میں پھیلی اور اس میں تقریباڈیڑھ لاکھ لوگ مارے گئے۔[11]

طاعون مراکش:

مراکش میں دو بار طاعون پھیلا پہلا 571ہجری کو مراکش واندلس میں پھیلا اس طاعون میں خلیفہ یوسف بن یعقوب اور ان کے چار بھائی مارے گئے۔ یہاں تک کہ اس طاعون میں ہر روز ایک سو نوے لوگ مرتے تھے۔ دوسری بار مراکش میں 1798ء میں طاعون آیا یہ تاجروں کے ذریعے اسکندریہ سے مراکش منتقل ہوا۔ یہ اس قدر پھیلا کہ فاس، مکناس سے ہوتا ہوا رباط تک جا پہنچا اس میں روزانہ ایک سو تیس اموات ہوتی تھیں۔

الغرض اگر ان تمام امراض کا جائزہ لیا جائے تو تقریبا وباؤں سے واضح ہوتا ہے کہ یہ وبائیں اس وقت پھیلی جب انسانیت پر ظلم وستم ہو رہا تھا۔ اگر ہم موجودہ وبا کرونا وائرس کو ہی لے لیں تو یہ اس وقت پھیلا ہے جب روہنگیا سے فلسطین تک اور شام سے یغور تک کمزور اور معصوم انسان انسانی عتاب کا شکار ہیں اور خصوصا اگر کشمیر کی صورت حال کو ہی دیکھ لیا جائے کہ ان پر جو لاک ڈاؤن کی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لاک ڈاؤن کی سزا کے طور پر کرونا وائرس کی وجہ سے پوری دنیا میں ہی تقریبا لاک ڈاؤن لگا دیا۔

موجودہ وبا کرونا وائرس کا تاریخی جائزہ

کرونا وائرس بہت ہی پرانا وائرس ہے یہ 1930ء میں پہلی بار مرغیوں میں دریافت ہوا اور پھر 940ء میں چوہوں میں۔انسانوں میں پہلی بار 1960ء میں دریافت ہوا اس وقت یہ وبا سور سے متعدی ہو کر پھیلی تھی۔اس وقت اس کو "ہیومن کرونا وائرس" E229 اور OC43 کا نام دیا گیا۔اس کے بعد اس کی مزید بھی قسمیں دریافت ہوئیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1960ء: میں کورونا کو E229 اور OC43 کا نام دیا گیا۔

2003ء: میں کورونا کو SARS-COV کا نام دیا گیا۔

2004ء: میں کورونا کو HCOV-NC63 کا نام دیا گیا۔

2005ء: میں کورونا کو HKU1 کا نام دیا گیا۔

2012ء: میں کورونا کو MERS-COV کا نام دیا گیا۔

یہ سب کرونا کی قسمیں محدود سطح تک پھیلی اور پھر کنٹرول ہو گئیں۔

موجودہ کورونا وائرس کا نام:

موجودہ کرونا وائرس کو covid-19 کا نام دیا گیا۔ کو (co) کا مطلب "کرونا" وی (vi) کا مطلب وائرس جبکہ ڈی (d) کا مطلب بیماری ہے۔ اس سے قبل اس بیماری کو 2019 نیا کورونا وائرس یا 2019-این کو کا نام دیا گیا تھا۔

Covid-19 کا آغاز:

31 دسمبر 2019ء کو چین نے عالمی ادارہ صحت (who) کو اطلاع دی کہ ان کے یہاں تیزی سے نمونیہ جیسی علامات رکھنے والی مرض "ووہان" شہر کے قصبے "ھوبے" میں نمودار ہو رہی ہے۔ 9 جنوری 2020ء کو عالمی ادارے صحت نے اس مرض کا باقاعدہ اعلان کیا کہ ایک وائرس کی وجہ سے یہ وباء پھیل رہی ہے اس وباء نے تقریباً 185 ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

چمگادڑ سے پینگوئن اور پھر انسان تک چھلانگ:

چین میں وحشی جانوروں کی "ہوانان" نامی منڈی ہے جہاں جنگلی جانور بکتے ہیں۔ وہیں پر سائنس دانوں کے مطابق یہ وائرس چمگادڑوں میں منتقل ہوا اور پھر چمگادڑوں سے مشک بلاؤ (پینگوئن) میں منتقل ہوا۔ اور اس مشک بلاؤ جانور سے پھر انسانوں میں منتقل ہونے کا باعث بنا ہے۔

اس طرح کی متعدد امراض پہلے بھی چین میں پھیل چکی ہیں۔ جنہوں نے تقریباً پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ مثلاً

2003ء میں جنوبی چین کے شہر فوشان کی ایسی ہی منڈی سے وائرس انسانوں میں منتقل ہوا۔ جس نے 29 ممالک کو متاثر کیا۔

1957ء میں چین سے ایک وبا انفلوائنزا پھیلی جس نے پوری دنیا کو گھیرا اور تقریباً اس میں "گیارہ لاکھ" افراد مارے گئے۔[12]

اس صورت حال کے پیش نظر علامہ طیب اپنی کتاب طبائع البلدان میں لکھتے ہیں۔

"چین سب سے زیادہ وبائیں پھیلانے والی سرزمین ہے۔ یہ مختلف قسم کے طاعونوں اور مہلک امراض کی آماجگاہ ہے۔"[13]

کرونا پھیلنے کا سبب:

بظاہر اس کرونا وبا کے پھیلنے کا سبب دیکھا جائے تو پہلی بار یہ وبا خنزیر جانور کے ذریعے سے انسانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ جبکہ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ جو خنزیر جیسے حرام جانور کو کھانے سے منع کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله[14]

(اس نے تم پر مردہ جانور، سور کا گوشت اور جس جانور پر اللہ کا نام نہ پکارا جائے بلکہ اس کے سوا کسی اور کا حرام قرار دیے گئے ہیں۔)

یوں تو یہ مرض اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے پھیلی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح مذکورہ بالا آیت میں فرما دیا ہے کہ یہ گوشت حرام ہے اس بارے

میں فرمان الٰہی ہے۔

لحم خنزير فإنه رجس[15]

(سور کا گوشت پس بے شک ناپاک ہے)

اس مذکورہ بالا آیت میں واضح طور پر فرما دیا گیا ہے کہ خنزیر کا گوشت بالکل ناپاک ہے جو کہ کسی بھی طرح سے ذبح کر لیا جائے وہ پاک نہیں ہو سکتا ہے۔

اگر اس مرض کے باطنی اسباب دیکھیں تو دنیا میں ہونے والے مسلمانوں پر ظلم کا نتیجہ ہے جو کہ فلسطین ملک شام، برما اور کشمیر وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ گناہگاروں کو حق کی تلقین نہ کرنے کی وجہ سے جیسا کہ واضح اس کے بارے میں قرآنی ہدایت موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا أن الله شديد العقاب[16]

(اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس آیت میں واضح طور پر حکم ہے کہ عذاب صرف گناہ کردہ لوگوں پر ہی نازل نہیں ہوتا بلکہ گناہ نہ کرنے والے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے اور یہ اس لئے شامل ہوں گے کہ ان لوگوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کیا۔

1) انجام کار رحمت و نعمت:

مصیبت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے دل قبول اور پسند نہ کرے مصیبت خواہ وہ بیماری و تکلیف کی صورت میں ہو یا حادثہ و صدمہ کی شکل میں ہمیشہ اللہ کی قہر اور عذاب ہی کے طور پر نہیں آتی بلکہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی چاہتا ہے بعض اوقات اس کو بھی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عن محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي صعصعة، أنه قال: سمعت سعيد بن يسار أبا الحباب، يقول: سمعت أبا هريرة، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيرا يصب منه[17]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ (اس بھلائی کے حصول کے لئے) مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔)

دنیا میں تکلیف، آفات و مصیبت نیک مومن پر بھی آتی ہے اور گناہ گار مومن و کافر پر بھی۔ بعض اوقات یہ تکلیف و مصیبت رفع درجات کا سبب ہوتی ہے اور بعض اوقات گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور بعض اوقات آخرت سے پہلے گناہ کی دنیا میں پکڑ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

وباؤں کے دوران درپیش مسائل اور ان کے جوابات

دور جدید میں اس خطرناک وائرس کے دوران پیش آنے والے مسائل کا حل بھی قرآن و سنت میں موجود ہے جو ہماری رہنمائی کرتا ہے اور

اس سلسلے میں رہنمائی لینے کے لئے مسلمانوں کو قرآن وسنت کا علم رکھنے والے علماء سے لینی ہوگی اس کی ہدایت قرآن میں کی گئی ہے فرمایا:

وإذا جاءهم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا به ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه[18]

(اور جب کوئی امن یا خطرے کی خبر ان تک پہنچتی ہے تو اسے فوراً پھیلا دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اسے رسول اللہ ﷺ یا مستند علمائے کرام تک پہنچاتے تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو اس سے صحیح استدلال کر سکتے۔)

اس وباء کے دوران مختلف قسم کے سوالات پیدا ہوئے۔ مثلاً مرض متعدی ہوتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ دونوں قسم کی احادیث مبارکہ حضور ﷺ سے منقول ہیں دو سرا حد تو تب ہو گئی ان مسائل کی جب مسلمانوں پر نماز مسجد میں پڑھنے پر پابندی لگی، طواف کعبہ موقوف ہوا، مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ پر پابندی لگی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں لاک ڈاؤن کے نام پر محبوس رہے اس صورت حال نے بہت سے ایسے مسائل جنم دیے جو لوگوں کے لئے بالکل نئے تھے۔ مسلم سماج میں جس پر خوب بحث ومباحثہ ہوا اور ارباب افتاء نے اپنی کوشش کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔

1-توکل علی اللہ اور مرض کا متعدی ہونا:

قرآن وسنت میں بار بار توکل علی اللہ کی ہدایت کی گئی اگر بظاہر دیکھا جائے تو جب انسان اس عقیدے کو مان لے کہ مرض متعدی ہوتی ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کا اللہ پر کامل بھروسہ (نعوذ باللہ) نہیں ہے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مرض دینے والی ذات اللہ کی نہیں بلکہ یہ انسان ہے جس کی وجہ سے وہ اس مرض میں مبتلا ہوا ہے۔ جبکہ سنت میں ہمیں مرض کے متعدی نہ ہونے اور ہونے دونوں کے بارے میں احادیث ملتی ہیں۔ ان کے درمیان کس طرح تطبیق دے سکتے ہیں وہ سب درج ذیل ہے۔ توکل علی اللہ سے متعلق قرآنی ہدایت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

ومن يتوكل على الله فهو حسبه إن الله بالغ أمره قد جعل الله لكل شيء قدرا[19]

(اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اسے کافی ہے اللہ اپنے کام پورا کر کے رہتا ہے۔ بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔)

ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

" أربع في أمتي من أمر الجاهلية لن يدعهن الناس: النياحة، والطعن في الأحساب، والعدوى أجرب بعير فأجرب مائة بعير من أجرب البعير الأول، والأنواء مطرنا بنوء كذا وكذا "[20]

(میری امت میں چار باتیں جاہلیت کی ہیں۔ لوگ انہیں کبھی نہیں چھوڑیں گے نوحہ کرنا حسب ونسب میں طعنہ زنی اور بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانے کا عقیدہ رکھنا مثلاً یوں کہنا کہ ایک اونٹ کو کھجلی کیسی لگی اور ستاروں کا عقیدہ رکھنا مثلاً فلاں فلاں (ستارے) کے سبب ہم پر بارش ہوئی۔)

ایک اور جامع ترمذی کی حدیث ہے کہ جب اونٹوں کے بارے میں کسی نے مرض لگنے کا دعویٰ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا يعدي شيء شيئا، فقال أعرابي: يا رسول الله، البعير أجرب الحشفة ندبنه، فتجرب الإبل كلها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فمن أجرب الأول؟ لا عدوى ولا صفر، خلق الله كل نفس وكتب حياتها ورزقها ومصائبها[21]

(کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ایک اعرابی(بدوی) نے عرض کیا۔اللہ کے رسول ﷺ خارشی شرمگاہ والے اونٹ سے (جب اسے باڑہ میں لاتے ہیں) تو تمام اونٹ کھجلی والے ہو جاتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر پہلے کو کس نے کھجلی دی؟ کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی ہے اور نہ ماہ صفر کی نحوست کو کوئی حقیقت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا ہے اور اس کی زندگی، رزق اور مصیبتوں کو لکھ دیا ہے۔)

تطبیق:

امام نوویؒ حافظ ابو عمرو ابن صلاح شہر وزی کی کتاب مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث سے نقل کرتے ہوئے دو فرامین نبوی ﷺ میں کچھ اس طرح تطبیق بیان کرتے ہیں:

"دونوں احادیث میں مطابقت پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ امراض بذاتہ تو متعدی نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مریض سے میل جول کو تندرست شخص میں مرض کے منتقل ہونے کا سبب بنایا ہے۔پھر دیگر اسباب کی طرح بعض اوقات اس شخص پر (حکم الٰہی سے) سبب مؤثر نہیں ہوتا۔"

دوسرا اس طرح سے بھی تطبیق ممکن ہے کہ جس طرح مادی اسباب خود مؤثر نہیں ہوتے اسی طرح کوئی مرض بھی از خود دوسرے کو نہیں لگتا بلکہ ہمارا مضبوط عقیدہ ہی یہی ہونا چاہیئے کہ دراصل کوئی مرض اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہی لاحق ہوتا ہے۔اس طرح سے یوں مطابقت ممکن ہے کہ پہلی حدیث کا حکم کا تعلق عقیدہ سے ہے۔اور دوسری حدیث کا تعلق عملی رویہ ہے اور پہلی حدیث کے دوسرے حصے کا تعلق بھی عملی رویہ سے ہے۔

حضور ﷺ کا حکم مرض کے متعدی نہ ہونے کے متعلق اعتقادی ہے اور عملی رویہ بھی۔ جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ عقیدے کے دو رخ نہیں ہو سکتے۔حالانکہ ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو رخ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سیدنا یعقوب علیہ السلام نے عقیدہ توکل کے باوجود برادران یوسف کو اکھٹے عزیز مصر کے دربار میں داخل ہونے سے روکا۔ نبی کریم ﷺ نے توکل کے باوجود مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حالانکہ مرگی اور دیگر امراض میں توکل کی فضیلت ذکر کرنے کے باوجود علاج کو مناسب قرار دیا گویا اس طرح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ توکل کے معنی و مفہوم میں جائز اسباب کو اختیار کرنا بھی شامل ہے۔[22]

لاک ڈاؤن

بیماری کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ ہمیں عملاً پوری احتیاط کی تلقین کرتی ہے چنانچہ جس علاقے میں بیماری بڑے پیمانے پر پھیل جائے اس کی طرف سفر کرنا اور وہاں سے نکلنا دونوں ہی ناجائز ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

الطاعون رجز أو عذاب أرسل على بني إسرائيل أو على من كان قبلكم، فإذا سمعتم به بأرض، فلا تقدموا عليه، وإذا وقع بأرض وأنتم بها، فلا تخرجوا فرارا منه وقال أبو النضر: لا يخرجكم إلا فرار منه[23]

(طاعون اللہ کی بھیجی ہوئی آفت یا عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا۔ جب تم سنو کہ وہ کسی سرزمین میں ہے تو اس سرزمین میں نہ جاؤ اور اگر وہ ایسی سرزمین میں واقع ہو جائے جس میں تم (لوگ) موجود ہو تو تم اس سے بھاگ کر وہاں سے مت نکلو۔)

طاعون عمواس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں پھیلا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام جو شام میں لڑائی کے لئے گئے۔ ان کو وہاں سے نکالنے کے بارے میں مشورہ کیا تو اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہی مشورہ دیا کہ ان سب کو یہاں سے نکال لے جائیں لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلنے ہی والے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کاش یہ آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا اور پھر فرمایا میں اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف جانا چاہتا ہوں اور آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں جا پہنچیں جس کے دو جانب راستے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قحط زدہ اگر آپ ان کو سرسبز وادی لے گئے تو آپ نے اللہ کی تقدیر کے مطابق ایسے کیا اور اگر انہیں ویران وادی میں لے گئے تو یہ بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق ہوگا۔ علاقے سے نہ نکلنے کی ہدایت صرف اس لئے ہے کہ دوسرے لاگ اس سے متاثر نہ ہوں اور اگر وہ باہر جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں تو اس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے جبکہ دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے: لا ضرر ولا ضرار[24]

موجود مرض میں لاک ڈاؤن ان حدیث کی روشنی میں کرنا جائز ہے کیونکہ آپس میں میل جول سے اس مرض کے پھیلنے کے اسباب موجود ہیں لیکن اگر اس احتیاط کے پیش نظر دور رہیں تو اسباب کم ہو سکتے ہیں۔ اور یہی حکومت کی طرف سے سماجی فاصلہ Social Distanc پر مبنی ہے۔

مساجد میں صفوں کے درمیان فاصلہ اور محدود افراد کو نماز کی اجازت اور مساجد میں میل جول کی ممانعت

اگر احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو خوف کی صورت میں شرعی ضرورت کے وقت غیر معمولی حالات میں نمازیں جمع کرنے کی رخصت موجود ہے تاکہ لوگوں کو میل جول کم ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عن فرماتے ہیں:

جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر، والمغرب والعشاء بالمدينة، في غير خوف، ولا مطر في حديث وكيع: قال: قلت لابن عباس: لم فعل ذلك؟ قال: كي لا يحرج أمته[25]

(رسول ﷺ نے عصر، مغرب اور عشاء کو بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔ وکیع کی روایت ہے کہ سعید نے کہا میں نے ابن عباس سے پوچھا

آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا تو فرمایا تاکہ اپنی امت کو دشواری میں مبتلا نہ کریں۔)

اگر ہم دیکھیں تو خوف کی صورت میں نماز باجماعت ترک کرنے کی اجازت بھی موجود ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فإن خفتم فرجالا أو ركبانا[26]

(اگر تم حالت خوف میں ہو یا خواہ پیدل ہو یا سوار)

اس آیت میں فرمایا گیا کہ جس حال میں ممکن ہو اس طرح نماز پڑھو تو اب جہاں پر یہ پابندی ہے کہ صفوں کے درمیان فاصلہ کر کے نماز پڑھو یا پھر کم افراد آ سکتے ہیں تو اس صورت میں اس آیت سے اجازت حاصل ہوتی ہے کہ جیسے ہی ممکن ہو نماز پڑھو۔ ترک نہ کی جائے کیونکہ بعض اوقات ایسے فرمان صحابہ کرام کو بھی ملے اور انہوں نے عمل بھی کیا جیسے کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

أن ابن عباس، قال لمؤذنه في يوم مطير: " إذا قلت: أشهد أن محمدا رسول الله، فلا تقل: حي على الصلاة، قل: صلوا في بيوتكم "، فكأن الناس استنكروا ذلك، فقال: «قد فعل ذا من هو خير مني، إن الجمعة عزمة، وإني كرهت أن أخرجكم فتمشون في الطين والمطر[27]

اب اس حدیث کے مطابق بھی جہاں پر جس ملک میں جیسا حکم ہے حالت مجبوری اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جب تک حالات سنگین نہ ہوں اور مرض بڑے پیمانے پر نہ پھیلا ہو تو کار عزیمت اور افضل یہی ہے کہ نماز کو مسجد میں ہی پڑھا جائے تاہم جب مرض بڑے پیمانے پر پھیل جائے تو بعض اوقات رخصتوں پر عمل کرنا باعث فضیلت ہو سکتا ہے جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فرأى زحاما ورجلا قد ظلل عليه، فقال: «ما هذا؟»، فقالوا: صائم، فقال: «ليس من البر الصوم في السفر[28]

(رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر ایک ہجوم دیکھا اس میں ایک آدمی نظر آیا جس پر سایہ کیا گیا تھا فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کی یہ شخص روزے دار ہے فرمایا دوران سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔)

وبائی امراض میں وفات پانے والا شہید:

وبائی امراض میں جو مسلمان فوت ہوتا ہے وہ شہید حکمی کہلائے گا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

ما تعدون الشهيد فيكم؟» قالوا: يا رسول الله، من قتل في سبيل الله فهو شهيد، قال: إن شهداء أمتي إذا لقليل، قالوا: فمن هم يا رسول الله؟ قال: من قتل في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في الطاعون فهو شهيد، ومن مات في البطن فهو شهيد[29]

(تم آپس میں شہید کس کو شمار کرتے ہو صحابہ نے عرض کی اللہ کے رسول جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے فرمایا پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوئے صحابہ نے عرض کی پھر کون ہیں فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص طاعون میں

مرے وہ شہید ہے جو شخص پیٹ کی بیماری میں مر جائے وہ شہید ہے۔)

کورونا وبا کو طاعون سے یہاں تشبیہ دی جائے گی۔ تو اس کے مریض بھی شہداء حکمی میں آئیں گے یہاں تک کہ ان کے اجر کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

انه كان عذابا يبعثه الله تعالٰى على من يشاء فجعله رحمة للمؤمنين،فليس من رجل يقع الطاعون فيمكث فى بيته صابرا محتسبا يعلم انه لايصيبه الاما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد[30]

(یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو اللہ جن پر چاہے بھیجتا ہے اور مومنوں کے لئے باعث رحمت بھی ہوتا ہے جو شخص بھی طاعون پھیلنے کے بعد اپنے گھر میں ثواب کی نیت سے صبر کر کے بیٹھا رہے یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ ہو گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے تو اس کے لئے شہید جیسا ثواب ہے۔)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ وباؤں میں مرنے والا اشخاص قیاساً شہید حکمی کہلائیں گے۔

الغرض مذکورہ تمام بحث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت تک پیش آنے والے جملہ مسائل میں شریعت محمدیہ کی مفصل رہنمائی موجود ہے جس کی نشاندہی علماء کرام وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں ہر مسئلہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی موجود ہے ایسے حالات میں وبائی امراض میں مساجد کو کلی طور پر بند کرنے کے بجائے بہر صورت اذان اور انتظامیہ کے چند افراد کے ساتھ نماز باجماعت کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔ اور ایسے حالات میں حکومت کو بھی چاہیئے کہ وہ علمائے کرام اور ماہرین کے مابین حقیقی مشاورت کے بعد کوئی فیصلہ کریں اسی سے معاشرے میں اطمینان و قوت پیدا ہوتی ہے اور اگر اس کے برعکس حکومت کسی دباؤ میں آکر کوئی فیصلہ کرتی ہے اور اس سے مسلمانوں کی نمازیں وغیرہ قضاء ہوتی ہے تو اس کا سارا وبال حکومت پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی وباؤں سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

References

[1]Al Baqra (2) : 30
[2]Al Ahzab (33) : 72
[3]Al Shuraa (42) : 30
[4]Moulana Muft Muhammad Shafi, Tafsir Maarif –ul-Quran (idara Maarif, Karachi,2010)P7
[5]Al Room (30) : 41
[6] Maarif –ul-Quran, Muft Shafi Usmani, P2
[7]Shahab-ud-din Mahmood Aloosi Baghdadi, Rouh-al-maani fi tafsir Al Quran alazeem, Ali abd al Bari attia, (Dar-al- kutub al ilmia labnan) P 13
[8]Muhammad bin Yazeed qazveeni, sunan Ibn maja(Dar-al-kutub Al Hikmia, labnan)Hadith No.4019
[9]Zafar syed, Independent Urdu(Corona virus sy pehly ki das bhayanak wabaen) 9 feburary,2020
[10]Tareekh Shah moin-ud-din Nadvi(Islami kutub Khana,1/ 147

[11]Umar bin Ismail ibn kathir, mutarajim:abdulManan,Tareekh Ibn kathir(Al bidayah w alnihaya)(Nafees acadmy, Karachi,1429)13/293-331
[12]Azaad Daira Al mMaarif, wikipedia
[13]Amanat Ali qasmi, Corona virus, islami taleemat awr jadid Masail(ilm deen dar al aloom)P 10
[14] Al Baqra (2) : 173
[15]Al Inaam(6) : 145
[16]Al Anfaal (8) : 25
[17]Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari(Dar Ibn Kathir, Beroot, 1995) Hadith NO: 5645
[18]Al Nisa (4) : 83
[19]Al Talaq (65) : 3
[20]Jame Tirmizi,Hadith No: 1001
[21]Jame Tirmizi, Hadit No: 2143
[22]Dr. Hafiz Hasan Madni, Corona virus sy Ahtiyat awr Ahadith Nabwi ﷺ ki rahnumai (majlis altehqeeq Islami, jamea Islamia,Lahore)
[23]Muslim bin Hajjaj bin Muslim, Sahih Al Muslim (Dar us salam Riyaz,1999)Hadith No.5772
[24]Sunan Ibn majah, Hadith No:2340
[25]Muslim, Sahih, Hadith No:1633
[26]Al Baqra (2) : 239
[27]Suleman bin Ashas,sunan abi Dauood, Hadith No:1066
[28]Sahih Bukhari, Hadith No:1946
[29]Sahih Muslim, Hadith No. 4941
[30]Musnad Ihmad Bin Humble, Hadith No:2512